کرزئی کا امتحان

نقطہ نظر

نینا گوپال

یہ کوئی حادثہ نہیں ہے کہ حامد کرزئی افغانستان کے پہلے صدارتی انتخاب میں چھا گئے' بلکہ اس سارے عمل کو القاعدہ اور طالبان سے خائف صدر بش کی آشیرباد حاصل تھی۔ اب صدر بش کے برعکس دوسرے عناصر افغانستان میں جمہوری عمل کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور کرزئی کے اقتدار کو سب سے زیادہ خطرہ القاعدہ سے ہے' جو دوبارہ خود کو مضبوط بنانے کے عمل میں مصروف ہے' تاکہ وہ کرزئی حکومت کو ہر صورت میں ناکام کرسکے۔ ناکامی کے خدشات کامیابی کی امید پر حاوی ہیں۔ 9 اکتوبر کو ہونے والے انتخاب میں حامد کرزئی کی کامیابی سے افغانستان میں ایک نئے عمل کی بنیاد پڑی ہے اور یقیناً اس عمل کی کامیابی اس سرزمین کو سنٹرل ایشیا اور جنوبی ایشیا کے درمیان پل بننے کا موقع فراہم کرے گی کیونکہ جغرافیائی لحاظ سے یہ علاقہ ترکمانستان' پاکستان' ایران اور قطر کی سرحدوں کے درمیان واقع ہے۔

اگر حامد کرزئی طالبان اور القاعدہ کے شر سے محفوظ رہ کر اس عمل میں استحکام لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو افغانستان علاقائی منڈی بن کر سالانہ 4 کھرب ڈالر کی کاروباری وسعت کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس خطے میں امن ہونے سے تیل اور گیس کی لائنیں ایک سے دوسرے ملک آسانی سے جاسکیں گی اور صرف اس کی آمدن سے لاکھوں افغان خاندانوں کی کفالت ہو جائے گی' جو گزشتہ جنگوں کے باعث کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

تمام بڑی سیاسی جماعتوں اور ان کے حریف یونس قانونی نے نتائج کو تسلیم کرلیا ہے۔ اس بات سے اس چیز کی نشاندہی ہوتی ہے افغانستان قبائلی اور گروہی چکروں سے نکل کر ترقی کی طرف گامزن ہوگا۔ اگرچہ قبائلی نظام بہت مضبوط ہے' لیکن امید کی جاتی ہے حکومت جدیدیت کیلئے مثبت اقدامات کرے گی۔ انتخاب کا مقصد یہی تھا کہ ملک اور معاشرے میں قانون کا نفاذ عمل میں لایا جاسکے۔ پچیس سالہ خانہ جنگی کا اختتام ہوا ہے۔ اب افغانستان کو بین الاقوامی برادری میں اپنی اہمیت اور حیثیت کو تسلیم کروانے کیلئے کوششیں کرنی ہوں گی۔

اس حوالے سے حامد کرزئی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی کابینہ میں اکثریت ٹیکنوکریٹس کا انتخاب کریں گے' اس لئے نائب صدر ہدایت امین ارسلا کو وزارت خارجہ کا قلمدان دیا گیا ہے' جبکہ جنرل رحیم وردک کو دفاع' جنرل یحییٰ نوروز کو وزارت داخلہ' ڈاکٹر انوارالحق کو ٹیکسز' ڈاکٹر اشرف غنی کو وزارت مال' ڈاکٹر قسیم فاضل کو قانون' علی احمد جلالی کو نیشنل سکیورٹی' ہاشم مرزا کو صنعت' سیماوی کو تعلیم' اسحاق شہریار کو پانی و بجلی اور مولوی صدیق شنواری کو مذہبی امور کے قلمدان سونپے گئے ہیں۔

زلمے خلیل زاد جو افغانستان میں امریکہ کے سفیر ہیں کا کہنا ہے کہ زمینی روابط اور راستے افغانی معیشت میں استحکام لائیں گے اور اس سے علاقے کی ہیئت میں تبدیلی وقوع پذیر ہوگی۔ وہ تمام ممالک جو اپنے مفادات کی خاطر افغانستان کو استعمال کرتے رہے ہیں' اب ان کیلئے کوئی موقع نہیں ہے کہ وہ اس دھرتی کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کرسکیں۔ واشنگٹن کی ہوپکن یونیورسٹی میں انتخاب کے بعد انہوں نے کہا "اس نئے دور میں ہمارے ہمسایہ ممالک کاروبار اور تجارت کے ذریعے ہم سے مفاد حاصل کرسکتے ہیں' لیکن ان تمام تبدیلیوں اور سرگرمیوں کیلئے امن عامہ ہونا بہت ضروری ہے۔ لوگوں کی اکثریت تبدیلی کی خواہاں ہے۔ طالبان کے اکثریت والے صوبے سے تین لاکھ 39 ہزار رجسٹرڈ ووٹروں میں سے دو لاکھ 55 ہزار 580 ووٹروں نے الیکشن میں حصہ لیا' جس میں 46.5 فیصد عورتیں تھیں۔

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لوگ کس طرح تبدیلی کے خواہشمند ہیں اور کسی صورت بھی وہ تشدد پسند طالبان کی واپسی نہیں چاہتے۔ لیکن دہشت گرد کارروائیوں کے باعث اور ان کے تسلسل سے امن کا خواب چکنا چور ہو سکتا ہے۔ عراقیوں کی پالیسی کے مطابق اقوام متحدہ کے کارکنوں کا اغواء اور دوسرے غیر ملکی لوگوں کا قتل ملکی ترقی میں رکاوٹ کا سبب ہے کیونکہ ان میں سے اکثریت فلاحی کاموں اور ترقیاتی منصوبوں میں مصروف عمل ہے۔

حامد کرزئی نے کہا ہے کہ اتحاد اور نسلی تعصب کا خاتمہ ان کی اولین ترجیح ہے۔ ان کا خیال ہے انتخابات کے بعد قوم کو یکسو ہو کر ملکی ترقی میں مگن ہو جانا چاہئے کیونکہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ امن عامہ کی صورتحال کے بارے میں ان کا نظریہ ہے کہ ملک میں گروپ بندی سے احتراز کیا جائے اور امن کی فضا بحال کی جائے' تاکہ ہر شخص آزادی سے زندگی گزار سکے اور ملکی ترقی میں حصہ لے سکے اور اسی طریقہ سے ہم بیرونی سرمایہ کاروں کو اپنے ملک میں سرمایہ کاری کرنے کیلئے راغب کرسکتے ہیں۔

امریکی فوج کا قیام امن کی ضمانت ہے۔ اب تمام تر ذمہ داری کرزئی اور اس کی کابینہ پر ہے کہ وہ کس طرح ان تمام مراحل میں کامیابی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ یہ وقت کرزئی کیلئے امتحان ہے کہ وہ کس طرح لوگوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

(بشکریہ "ڈیلی ٹائمز" ترجمہ: عامر جلیل بوبیرا) ☆

کرزئی کی ذمہ داریاں

اظہارِ خیال

غیور احمد

7 دسمبر کو افغانستان کی تاریخ میں پہلی بار حامد کرزئی نے باقاعدہ طور پر جمہوری چناؤ سے صدارت کا عہدہ سنبھال لیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ایک جنگ زدہ ملک امن، استحکام اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوچکا ہے۔ حامد کرزئی نے اپنے سترہ حریفوں کے مقابلے میں پچاس فیصد ووٹ حاصل کیے اور اس بھاری اکثریت کے سبب ملکی اقتدار کے مالک قرار پائے۔

بہت زیادہ خطرات کا خدشہ محسوس کیا جارہا تھا کہ جمہوریت کی مخالف قوتیں انتخابات کے عمل کو تعطل کا شکار کرنے کے لیے حملے کریں گی اور الیکشن میں لوگوں کی اکثریت کو شرکت سے روکنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے جائیں گے، تاہم افغان عوام نے ان خطرات کے باوجود انتخابات میں شرکت کی اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس بات سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ آیندہ سال اپریل میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات میں بھی افغانی قوم تمام خطروں کے باوجود بھرپور شرکت کرے گی۔

پارلیمانی انتخابات کا لائحہ عمل معاہدہ بون میں مرتب کیا گیا تھا اور یقیناً ان کی کامیابی حامد کرزئی کو افغانستان کی معاشی اور اقتصادی ترقی کی راہیں ہموار کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کرزئی سیاسی طور پر کوئی مضبوط لیڈر نہیں تھے، لیکن اب وہ ایک طاقتور سیاسی قوت کی طرح سامنے آئے ہیں، جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وہ ملک کو مضبوط بنیادیں فراہم کریں گے۔ تاہم اگر وہ ان توقعات پر پورا نہیں اترتے، تو افغانستان کو مزید کئی برسوں تک اس طرح کے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جنگ زدہ افغانستان بہت سے چیلنجز سے دوچار ہے، اس کی پسی ہوئی عوام بڑے عرصے سے کرب اور محرومیوں کا شکار ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مظلوم عوام کے مسائل کا دانشمندی سے مناسب حل کرکے اس کو دکھوں سے نجات دلوائی جائے۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے افغانستان میں جمہوریت کے عمل کو خوش آئند قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی 26 نومبر کی رپورٹ میں کہا ہے کہ حامد کرزئی کو بہت سے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ بات انہوں نے سلامتی کونسل میں کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ انتخابی عمل کی کامیابی کا انحصار ان چیلنجز کے خاتمے پر ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنے 8 دسمبر کے اجلاس میں اس قرارداد کی منظوری دی ہے کہ افغانستان کو درپیش مسائل کا فوراً سدباب یقینی بنایا جائے۔

افغانستان کے تشویشناک مسائل میں بدامنی، منشیات کا دھندہ، جنگجو گروہ اور دہشت گردی نمایاں ہیں۔ جب تک بدامنی کا دوردورہ رہے گا، افغانستان کی سیاسی، معاشی اور اقتصادی ترقی صرف خواب رہے گی۔ اس لیے صدر حامد کرزئی کو اس طرح کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مضبوط بنیادوں پر کارروائی کا آغاز کرنا ہوگا اور لوگوں کو غیر مسلح کرنا پڑے گا۔

بین الاقوامی برادری امن عامہ کو برقرار رکھنے میں صدر حامد کرزئی کو مکمل حمایت کا یقین دلاچکی ہے اور توقع کررہی ہے کہ وہ امن وامان کی صورتحال میں مثبت تبدیلی لائیں گے۔ بلاشبہ اس مقصد کے لیے افغانستان میں غیر ملکی فوج کا قیام غیر ضروری عمل ہے، جس سے تشدد کی کارروائیوں کا تسلسل برقرار رہنے کا خدشہ یقینی ہے۔ افغانستان افیون کی پیداوار کا مرکز بن چکا ہے، کیونکہ پوری دنیا کی 75 فیصد افیون یہاں تیار کی جاتی ہے، جو افغانستان سمیت پوری دنیا کے لیے ایک خطرہ ہے۔ منشیات کے بیوپاری معیشت کو مضبوط کرنے والی تمام تر کوششوں پر پانی پھیر دیتے ہیں اور نتیجتاً کسی ترقی اور بحالی کا کوئی وجود کہیں نظر نہیں آتا۔

صدر کرزئی کو منشیات کا دھندہ جڑ سے اکھاڑنا پڑے گا، جس کے افغانستان کی معیشت پر برے اثرات مرتب ہوئے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہوگا، جب افغان عوام کو روزگار کے مواقع میسر کیے جائیں گے۔ معاشی ترقی ہمیشہ امن کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

افغانستان میں انسانی حقوق سے متعلق آنے والی رپورٹس بھی قدرے تسلی بخش نہیں ہیں۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ماہر شیرف باسونی کے مطابق افغانستان میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے مثبت اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ یہ بات انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو رپورٹ دیتے ہوئے کہی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ افغانستان میں لوگوں کو حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے، پرائیویٹ جیلیں معصوم لوگوں سے بھری ہوئی ہیں حتیٰ کہ عورتیں بھی قیدوبند کی صعوبتیں جھیل رہی ہیں۔ ان کو حکومت میں شمولیت کا کوئی حق نہیں دیا گیا اور جنسی تفریق کا عمل زوروں پر ہے اور عام لوگوں کو تعلیم، صحت اور دوسری بنیادی ضروریات زندگی سے محروم رکھا جاتا ہے۔ صدر حامد کرزئی کو ان تمام برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرنا ہوں گے، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ افغان معاشرہ حقیقتاً کسی حکمران اور قانون کو مانتا اور تسلیم کرتا ہے۔ انسانی حقوق کی پامالی یقیناً کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔

پچیس سال کی خانہ جنگی کے بعد افغانستان میں پہلی بار جمہوریت کی کرن نمودار ہوئی ہے، اس لیے لوگ اس سے بہت زیادہ توقعات اور امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ عوام افغانستان کو مضبوط اور خوشحال ملک دیکھنا چاہتے ہیں، جہاں امن اور قانون کی بالادستی ہو۔ تاہم ایک جنگ زدہ ملک کو ترقی پر گامزن کرنے کی ابتدا ہوئی ہے۔ صدارتی انتخابات میں عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کرکے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ وہ اپنے ملک کی سیاسی، اقتصادی اور معاشی ترقی کے لیے عزم صمیم رکھتے ہیں۔ تاہم ان منازل کو طے کرنے کے لیے انہیں بہت سی رکاوٹوں کو عبور کرنا ہوگا۔

(کالم نگار پاکستان کے سابق سفیر ہیں) ☆